رسائل و مسائل

ایصالِ ثواب

سوال:

دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کسی مرے ہوئے کو قرآن پڑھ کر ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

اسی طرح حج اور قربانی کسی مرے ہوئے کی جگہ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:

عبادات کی تین قسمیں ہیں۔ محض بدنی' جیسے نماز' روزہ۔ محض مالی' جیسے زکوٰۃ اور بدنی و مالی عبادات سے مرکب عبادات جیسے' حج۔ایصالِ ثواب ان تمام عبادات کا جائز ہے اور نیابت یعنی کسی دوسرے کی جگہ کسی عبادت کو ادا کرنا صرف دوسری دونوں عبادتوں میں جائز ہے۔ زکوٰۃ بھی دوسرے کی جگہ دی جاسکتی ہے۔ اور حج بھی دوسرے کی جگہ کیا جاسکتا ہے۔ فرض حج دوسرے کی طرف سے کرنے میں شرط یہ ہے کہ وہ انسان خود حج ادا کرنے سے عاجز ہو اور موت تک عجز قائم رہے۔ البتہ نفل حج دوسرے کی جگہ ایسی صورت میں بھی کیا جاسکتا ہے کہ جس کی طرف سے حج کیاجارہا ہے وہ عاجز نہ ہو۔ ہدایہ میں ہے۔

ترجمہ: اس باب میں بنیادی بات یہ ہے کہ ایک انسان کے لیے اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب چاہے نماز' روزہ' صدقہ ہو یا کوئی عبادت دوسرے کو پہنچائے' اس لیے کہ روایت کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوخوبصورت مینڈھوں کی قربانی دی'ایک کی اپنی طرف سے اور دوسرے کی اپنی امت کی طرف سے۔ انکی طرف سے جنہوں نے توحید کا اقرار کیا ہو اور آپؐ کی تبلیغ حق کی شہادت دی ہو۔ عبادت کی کئی اقسام ہیں۔ محض مالی جیسے زکوٰۃ' محض بدنی جیسے نماز اور دونوں سے مرکب جیسے حج۔ نیابت پہلی نوع میں ہوسکتی ہے۔ اختیاری اور

اضطراری دونوں حالتوں میں' اس لیے کہ مقصود نائب کے فعل سے پورا ہوجاتا ہے اور دوسری نوع میں کسی بھی حال میں نیابت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ مقصود یعنی نفس کو مشقت میں ڈالنا' نائب کے فعل سے حاصل نہیں ہوتا اور تیسری نوع میں عجز کی صورت میں نیابت ہوسکتی ہے۔ مالی جز کی وجہ سے کہ مال خرچ کرکے اس میں کمی کے ذریعہ مشقت اٹھانا اس میں پایا جاتا ہے۔ لیکن قدرت کی صورت میں نیابت نہ ہوسکے گی' اس لیے کہ نفس پر کوئی بوجھ نہیں پڑا۔ شرط یہ ہے کہ عجز موت کے وقت تک قائم رہے کیونکہ حج عمر بھر کا فرض ہے۔ اور نفلی حج میں نیابت قدرت کی حالت میں بھی جائز ہے۔ کیونکہ نفل کے باب میں وسعت ہے۔ پھر ظاہر مذہب یہ ہے کہ حج اس آدمی کی طرف سے ہوگا جس کی طرف سے کیا گیا ہے اور احادیث جو اس باب میں آئی ہیں وہ اس کی شہادت دیتی ہیں کہ جیسے خثعم قبیلہ کی عورت کا واقعہ کہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اپنے والد کی طرف سے حج اور عمرہ کرو اور امام محمد سے ایک روایت ہے کہ حج اس آدمی کا شمار ہوگا جس نے حج کیا ہے' اور حج کرانے والے کو خرچ کا ثواب ہے کیونکہ یہ بدنی عبادت ہے اور عاجز ہونے کی صورت میں انفاق حج کے قائم مقام ہوجائے گا جیسے فدیہ روزے کی جگہ۔

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورۃ النجم ۳۸ - ۳۹ کی تفسیر کرتے ہوئے تفہیم القرآن جلد پنجم' حاشیہ نمبر ۳۷ - ۳۸ میں ان مسائل کی اچھی طرح وضاحت فرمائی ہے۔ آپ متعلقہ حصے کا مطالعہ فرمالیں۔ مولانا رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ کثیر روایات جو ایک دوسرے کی تائید کررہی ہیں اس امر کی تصریح کرتی ہیں کہ ایصالِ ثواب نہ صرف ممکن ہے بلکہ ہر طرح کی عبادات اور نیکیوں کے ثواب کا ایصال ہوسکتا ہے۔ اور اس میں کسی خاص نوعیت کے اعمال کی تخصیص نہیں۔

قتل کا جھوٹا الزام

سوال:

اگر کوئی شخص کسی بے گناہ پر قتل کا جھوٹا الزام لگائے تو قرآن و حدیث کی رو سے کیا حکم ہے؟

جواب :

کسی پر بہتان لگانا گناہ کبیرہ ہے۔ قتل کے بہتان سے خطرہ ہے کہ مقتول کے ورثاء اس شخص کو' جس پر بہتان باندھا گیا ہو' اپنے طور پر قتل کردیں یا کوئی اور نقصان پہنچائیں۔ اگر عدالت میں جھوٹی گواہی دے کر بہتان باندھا گیا ہو تو خطرہ ہے کہ عدالت اس کے بارے میں قتل کا حکم صادر کر دے۔ ایسی صورت میں بہتان لگانے والے کو تاوان بھی ادا کرنا ہوگا اور آخرت میں اسے اس کے گناہ کی سزا بھی ملے گی۔ قرآن پاک میں کئی جگہ جھوٹوں پر لعنت آئی ہے : لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ حدیث شریف میں جھوٹی گواہی کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ اس لیے اگر عدالت میں ثابت ہو جائے کہ فلاں شخص نے بہتان باندھا ہے تو وہ اسے تعزیری سزا دے سکتی ہے' نیز اسے بہتان کے نتیجہ میں پہنچنے والے نقصان کا تاوان بھی ادا کرنا ہوگا۔ ہدایہ میں ہے :" **وعلیھم ضمان ما اتلفوہ بشھادتھم** "(انہیں اس نقصان کا تاوان ادا کرنا ہوگا جو جھوٹی گواہی دے کر انہوں نے پہنچایا ہے۔)

جس شخص نے بہتان لگایا ہے اسے چاہیے کہ جلد از جلد اپنے جھوٹ کا اعلان کردے تاکہ اس کے بہتان سے متعلقہ شخص کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ اگر اسے کوئی نقصان پہنچ گیا تو دنیوی طور پر اسے تاوان ادا کرنا ہوگا اور آخرت میں اسے شدید ترین سزا ملنے کا خطرہ ہے۔ اس لیے کہ اس نے ظلم کیا ہے اور حقوق العباد کو نقصان پہنچایا ہے۔ بالفرض جھوٹے بہتان پر نقصان پہنچ گیا تو نقصان پہنچانے والے کے ساتھ یہ بھی مجرم ہوگا اور اللہ کی عدالت سے اپنے گناہ کبیرہ کی سزا پائے گا۔

بقیہ: اسلامی تحریک کے مراحل دورِ حاضر میں

رکاوٹ بنیں اور ہمارے خیرخواہ پیچھے سے پکڑ کر ہمیں کھینچ رہے ہوں۔

معترضین سے تو ہم زیادہ توقعات وابستہ نہیں کرسکتے' البتہ اپنے خیر خواہوں سے ضرور یہ امید کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا تصریحات پر وہ خاص طور پر غور و فکر کرکے جماعت کی راہِ عمل کا ایک صحیح اندازہ قائم کریں گے کہ وہ کدھر سے ہو کر کدھر کو جاتی ہے۔ یہ حقیقت اگر ایک مرتبہ ذہن نشین ہوجائے تو پھر انشاء اللہ ایسا نہ ہوگا کہ قدم قدم پر آپ اپنے اندر ایک ذہنی انتشار محسوس کریں اور ہر مرحلے پر ارشاد فرمائیں "**لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا اِمْرًا**" (سورۂ کہف)۔

(محترم نعیم صدیقی کی کتاب معروف و منکر سے اقتباسات)